خاص انداز میں یہ سمجھایا ہے کہ صرف اردو زبان ہی ہندوستان کی واحد مشترکہ زبان قرار دی جا سکتی ہے اور جس طرح یہ زبان ہندو اور مسلمانوں کی یکجائی معاشرت اور باہمی میل جول سے پیدا ہوئی اسی طرح آج بھی اگر ہندوستان کی ان دونوں قوموں کو باہمی اشتراکِ عمل اور تعاون سے رہنا ہے تو ضروری ہے کہ ان کی زبان بھی مشترک ہو اور اس کیلئے اردو کے علاوہ کوئی اور زبان موزوں نہیں ہے۔ مقالہ بہت دلچسپ۔ مفید اور پُر از معلومات ہے۔ ہندو اور مسلمان دونوں کیلئے اسکا مطالعہ مفید ہوگا۔

آغاز و انجام | از جمیل احمد صاحب کندھاپوری ایم۔ اے تقطیع خورد ضخامت ۱۶۱ صفحات طباعت و کتابت اور کاغذ بہتر۔ گرد پوش خوبصورت اور دیدہ زیب قیمت مجلد عہ پتہ:۔ نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجرانِ کتب لوہاری دروازہ لاہور۔

جمیل احمد صاحب اردو کے نوجوان افسانہ نگار اور ادیب ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں بھی عنوانِ شباب کا "الھڑپن" پایا جاتا ہے کہیں سوز و گداز اور درد و غم کی المناک تصویریں ہیں اور کسی جگہ حسن خیال و انبساط کی بزم آرائیاں ہیں، "آغاز و انجام" موصوف کے ہی سات مختصر افسانوں کا مجموعہ ہے۔ ان افسانوں کا موضوع زیادہ تر غریبوں کی زندگی کے بعض دردناک واقعات ہیں جو ہمارے سماج میں روزانہ پیش آتے ہیں اور ہم بسا اوقات ان سے ایسے گذر جاتے ہیں جیسے کوئی بازار کی عمارتوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتا ہوا گذر جاتا ہے یہ افسانے دلچسپ بھی ہیں اور عبرت انگیز بھی۔ ادبی لحاظ سے قابلِ قدر ہیں اور اخلاقی اعتبار سے سبق آموز بھی۔ شروع میں افسانہ نگاری پر خود صاحبِ کتاب کے قلم سے ایک پُر از معلومات مقالہ بھی ہے، جو بجائے خود مفید ہے۔ امید ہے عمر کی پختگی کے ساتھ ساتھ جمیل کے قلم میں بھی پختگی پیدا ہوگی اور وہ اپنا ایک مخصوص رنگ قائم کرلیں گے۔

نور و نار | از سندر شام صاحب پرویز تقطیع خورد ضخامت ۲۲۲ صفحات کتابت و طباعت اور کاغذ بہتر گرد پوش خوبصورت قیمت مجلد عہ پتہ:۔ نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب لوہاری گیٹ لاہور

اگرچہ ناول نویسی بھی ادب کی ایک صنف ہے لیکن جب سے افسانہ نگاری کا زور ہوا ہے اس کا رواج بہت کم ہوگیا ہے۔ پروین نے یہ ناول لکھکر پھر اس کو جلا دینے کی کوشش کی ہے۔ ناول کا قصہ یہ ہے کہ اسلم اور رضیہ چچازاد بہن بھائی ہیں۔ دونوں تمدنِ جدید کی پیداوار ہیں۔ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں لیکن باہمی عہد وپیمان کے باوجود اسلم کی غریبی مانعِ ازدواج ہوتی ہے اور رضیہ کی شادی ایک دولتمند بیرسٹر جمیل سے زبردستی کردیجاتی ہے۔ اسلم "دل بدل پیوستہ گویا اک لبِ افسوس تھا" کا عملی مشاہدہ کرکے ناکام و نامراد کشمیر چلا جاتا ہے۔ اُدھر شادی کے چند ماہ بعد جمیل بھی بیمار ہوکر اپنی رضیہ اور نرگس نامی ایک نرس کے ساتھ کشمیر پہنچتا ہے اور اتفاق سے اسی ہوٹل میں ٹھہرتا ہے جس میں اسلم پہلے سے مقیم ہے۔ یہاں جمیل نرگس کے دامِ الفت میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ اور دوسری طرف رضیہ کی ملاقات اسلم سے ہوتی ہے تو محبت کے دھندلے نقوش پھر اجاگر ہوجاتے ہیں اور رضیہ اپنے بیوی ہونے کی حیثیت اور ذمہ داری کو فراموش کرکے جذبات کی رو میں بہتی ہوئی گناہ کے دروازہ تک پہنچ جاتی ہے کہ ایک اچانک حادثہ سے دروازہ بند ہوجاتا ہے اور وہ اندر داخل ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔ اسی اثنا میں رضیہ کو جمیل اور نرگس کی ناجائز محبت کا علم ہوتا ہے اسپر میاں بیوی میں سخت کلامی ہوتی ہے۔ اور رضیہ ازدواجی محبت کے حسین فریب سے تنگ آکر ڈوب جانے کیلئے ایک دریا میں کودنا چاہتی ہے کہ اتنے میں یکایک جمیل آکر اس کو تھام لیتا ہے اور اپنی غلط کاریوں پر اظہارِ ندامت کرکے پھر ایک مرتبہ تجدیدِ وفا کرتا ہے۔ ساتھ ہی رضیہ کو علم ہوتا ہے کہ اسلم نرگس کے کاکل پیچاں میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ اس طرح اس کو عشق ومحبت کا پُرفریب مگر رنگین چہرہ بے نقاب نظر آنے لگتا ہے اور اسے یقین ہوجاتا ہے کہ خواہش کو احمقوں نے خواہ مخواہ پرستش قرار دے رکھا ہے اور لوگ جسے الفت کہتے ہیں وہ درحقیقت جذبۂ ہوس پرستی کا دوسرا نام ہے۔ ناول میں رومانیت، کردار، جذبات انگیزی اور حقیقت و مجاز کی آویزش اور درد واثر سب کچھ موجود ہے۔